بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا

# یامعاویہ انت مني و انا منک

از قلم: مفتی محمد حسان عطاری مدنی

المدینۃ العلمیۃ کی کتاب فیضان امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ صفحہ ۱۷۱ پر حدیث مبارک نقل کی گئی ہے:
حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما روایت فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے درمیان ایک شخص آئے گا وہ جنتی ہے تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ داخل ہوئے۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دو انگلیاں (درمیان اور اس کے ساتھ والی) ملا کر فرمایا: تم جنت کے دروازے پر میرے ساتھ اس طرح ہو گے۔

یہ حدیث کئی محدثین نے اپنی کتب حدیث میں اپنی اسانید کے ساتھ روایت کی ہے، جن میں سے پانچ کتابوں کے حوالے المدینہ العلمیہ کی کتاب فیضان امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ میں دیے گئے ہیں۔

اس پر معترض صاحب نے پہلا اعتراض ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے: دعوت اسلامی کی جانب سے ایک اور موضوع حدیث ملاحظہ فرمایئے: پھر حدیث ذکر کرنے بعد لکھتے ہیں: اس روایت پر ان علماء خمسہ نے پانچ کتابوں کے حوالہ دیے ہیں۔ ان میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جس میں اس روایت پر جرح نہ کی گئی ہو، پہلا حوالہ محدث آجری کی کتاب -الشریعہ- کا ہے، اس کے حاشیہ میں امام ذہبی کے حوالے سے دو مرتبہ لکھا ہوا ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ (الشريعة للأجري ج ٥ ص ٢٤٤٤، ٢٤٤٣ حديث ١٩٢٥،١٩٢٤) انتھی کلام المعترض

**اقول وباللہ التوفیق:** المدینۃ العلمیہ کے علمانے اس حدیث کے لیے حوالے الشریعہ للآجری، السنۃ للخلال، الفردوس للدیلمی، تاریخ ابن عساکر، اور لسان المیزان سے دیے ہیں۔ میں اہلِ علم کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ الشریعہ للآجری السنۃ للخلال الفردوس للدیلمی اٹھا کر دیکھ لیں، کیا نفسِ کتاب میں اس حدیث پر جرح کی گئی ہے، ہرگز نہیں کی گئی اور تاریخ دمشق میں جرح کی گئی تو فقط اتنی کہ عبد العزیز بن بحر کو خطیب کے حوالے سے ضعیف اور اس کے نیچے کو راویوں کو مجہول کہا گیا ہے جس کا تقاضا حدیث کا فقط ضعیف ہونا ہے۔ جہاں تک

رہا لسان المیزان کی جرح کا تعلق تو ان شآء اللہ عزوجل مفصل کلام اس پر آرہا ہے جس سے ظاہر ہو گا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی امام ذہبی کی تائید نہیں بلکہ تردید کی طرف واضح اشارہ کررہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ معترض صاحب کہہ رہے: ان میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جس میں اس روایت پر جرح نہ کی گئی ہو۔ حالانکہ تین کتابوں کے متن میں تو اصلاً کلام ہی نہیں، اور ایک میں ہے تو وہ بھی فقط ضعف کا تقاضا کرتا ہے اور موصوف کہہ رہے ہیں کہ کوئی کتاب بھی ایسی نہیں۔۔۔۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ: پہلا حوالہ محدث آجری کی کتاب -الشریعہ- کا ہے، اس کے حاشیہ میں امام ذہبی کے حوالے سے ۔۔۔ الخ سوال یہ ہے کہ یہ حاشیہ ہے کس کا؟ کیا اَسلاف میں سے کسی کا لکھا ہوا کہ المدینۃ العلمیہ کے علما اس کی پیروی کریں؟ اول تو اس کو عام طور پر حاشیہ کہا نہیں جاتا، اس کو تحقیق کہتے ہیں اور یہ تحقیق ایک غیر مقلد جو جامعۃ ام القری ریاض کا استاد ہے اس کی ہے جس نے امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کو نقل کیا ہے۔ اور امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کی تحقیق میں خود تناقض ہے جسے حافظ ابن عراق الکنانی رحمہ اللہ تعالی نے بیان کیا ہے -کماسیاتی مفصلا۔ اور معترض صاحب۔۔۔۔۔ چڑھ دوڑے المدینۃ العلمیہ پر کہ آپ نے آج کے محقق کے کہنے پر امام ذہبی کی بات مانتے ہوئے اس حدیث کو موضوع کیوں نہیں کہا؟

اور پھر لطف یہ ہے کہ معترض صاحب کے معتمد محقق خود اپنی تحقیق اس حدیث کے تحت یہ لکھ رہے ہیں: اسناده ضعيف كسابقه[①]

اسی طرح دوسری کتاب السنۃ للخلال کے متن میں کوئی کلام نہیں، ہاں یہاں بھی کتاب کے محقق نے اپنی تحقیق کے مطابق إسناده لا يصح[②] لکھا ہے، جس پر مفصل کلام گزشتہ حدیث کے جواب میں گزر چکا کہ یہ موضوعیت کا تقاضا نہیں کرتا۔

اسی طرح تاریخ ابن عساکر میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا: قال الخطيب: عبدالعزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون[③]

راوی کا ضعیف اور مجہول ہونا کیا حدیث کو ضعیف بنا دیتا ہے؟ کیا اصول حدیث کی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے؟

---

① (الشريعة ج ٥ ص ٢٤٤٤ رقم ١٩٢٥ طبع دار الوطن)
② (السنة للخلال ج ١ ص ٤٥٤ رقم ٧٠٤ طبع دار الرأية)
③ (تاريخ دمشق ج ٥٩ ص ٩٨ طبع دار الفكر)

**اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃ رب العزۃ فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ سند میں متعدد مجہولوں کا ہونا حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث منکر سے اَحسن واعلیٰ ہے۔ جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں توفقط ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ؟ امام جلیل جلال الدین سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی۔ **واللّٰہ تعالی اعلم۔**[①]

اسی طرح الفردوس بماثور الخطاب کے اُسلوب سے علم حدیث سے شغف رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ حافظ دیلمی رحمہ اللہ تعالی سند سے مجرد فقط متون ذکر کرتے ہیں تو کہاں سے بقول معترض اس پر جرح ذکر کر دی گئی؟

آخری کتاب جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ لسان المیزان ہے اس پر کلام کرنے سے قبل میں معترض کا جھوٹ آپ کے سامنے بیان کر دوں: معترض صاحب لکھتے ہیں: امام ابو الحسن علی بن محمد الکنانی نے بھی اس تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اس روایت کو باطل کہا ہے۔(تنزیہ الشریعہ للکنانی ج ۲ ص ۲۰)

حالانکہ محدث ابو الحسن علی بن محمد الکنانی المعروف ابن عراق رحمہ اللہ تعالی نے اولاً اس حدیث کو دیلمی کے حوالے سے روایت کیا اور اس کے لیے (مِی) کا رمز دیا اور اس کو ابن جوزی کی الواہیات (اس سے مراد العلل المتناہیۃ ہے) سے روایت کیا۔ اور فرمایا: اس میں راوی ہے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار یہ لا یحتج بہ اس سے استدلال نہیں کیا جاتا، ان سے اسماعیل بن عیاش روایت کرتے ہیں جو اپنی حدیث میں کثیر الخطا ہیں اور وہ ان خطاؤں کو جان بھی نہیں پاتے، لہذا یہ بھی حد احتجاج سے نکل گئے اور ان سے عبد العزیز بن یحیی المروزی روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں ذہبی نے میزان میں کہا کہ یہ مجہول ہیں گویا کہ اس نے حدیث کا سرقہ کیا کیونکہ یہ صحیح نہیں۔ (حافظ کنانی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں امام ذہبی نے واہیات میں عبد العزیز کی جہالت پر موافقت کی ہے اور ان کو مودب کے وصف کے ساتھ موصوف کیا ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ عباس الدوری نے اس کو عبد العزیز بن بحر سے روایت کیا (یعنی جو اس کے والد ہیں بحر، یہ باء موحدہ اور آخر میں راء کے ساتھ ہے) اور یہ فرمایا کہ یہ مشہور ہیں اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہو، بلکہ اسماعیل یہ حجازیین سے عجائب روایت کرتے ہیں۔ انتہی۔ پھر امام ذہبی نے میزان میں اس کے برعکس بات کہی اور فرمایا کہ عبد العزیز بن بحر المروزی نے اسماعیل بن عیاش سے خبر باطل روایت کی ہے اور اس پر

---

[①] (فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۵-۴۴۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

طعن کیا گیا ہے۔واللہ تعالی اعلم۔[1]

**محترم قارئین:** امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کا کلام عبد العزیز بن بحر کے بارے میں کس قدر متردد ہے یہ ایک الگ بحث ہے یہاں مقصود معترض کا جھوٹ اور محدث کنانی پر افتراء واضح کرنا ہے کہ محدث کنانی تو فرمارہے ہیں کہ امام ذہبی واہیات کی تلخیص میں عبد العزیز بن بحر کے بارے میں کچھ کہہ رہے اور میزان میں اس کا الٹ کہہ رہے ہیں جبکہ معترض صاحب کہہ رہے ہیں: **امام ابو الحسن علی بن محمد الکنانی نے بھی اس تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اس روایت کو باطل کہا ہے** - لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. نعوذ بالله من سوء الظن بأهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وأصحابه الكرام رضي الله تعالى عنهم

**محدث کنانی کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں** :(مى) و (ابن الجوزي) في الواهيات وفيه عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار لا يحتج به وعنه إسماعيل بن عياش كثر الخطأ في حديثه وهو لا يعلم فخرج عن حد الاحتجاج به و عنه عبد العزيز بن يحيى المروزي قال الذهبي في الميزان مجهول فكأنه سرقه فإنه ليس بصحيح (قلت) وافق الذهبي في الواهيات على جهالة عبد العزيز ووصفه بالمؤدب ثم قال إن عباسا الدوري رواه عن عبد العزيز بن بحر يعني الذي والده بالموحدة والراء في آخره وقال مشهور وما رأيت أحد ضعفه بل إسماعيل صاحب عجائب عن الحجازيين انتهى وناقض ذلك في الميزان فقال عبد العزيز بن بحر المروزي عن إسماعيل بن عياش بخبر باطل وقد طعن فيه انتهى والله أعلم

**آگے کلام کرنے سے قبل عرض کرتا چلوں کہ میزان الاعتدال میں حافظ ذہبی نے عبد العزیز بن بحر کے ترجمہ میں یہ ذکر کیا کہ یہ اسماعیل بن عیاش سے خبر باطل لائے ہیں، پھر مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ لیکن تلخیص العلل المتناہیہ میں اس حدیث پر کوئی ایسا کلام نہیں کیا جو اس کے موضوع ہونے پر دلالت کرے، بلکہ ان کے کلام کی حد اس حدیث اور راوی کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔**

**تلخیص العلل المتناہیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں** : فيه عبد العزيز بن يحيى –مجهول– المؤدب عن إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن

---

[1] (تنزيه الشريعه ج ١ ص ٢٠ طبع دار الكتب العلميه)

عمر. أخرجه ابن عدي.

وقال عباس الدوري: ثنا عبد العزيز بن بحر المروزي -مشهور- ثنا إسماعيل، فذكره وزاد فيه: (إلى أن قال) وما رأيت أحدا ضعف عبد العزيز، بل إسماعيل صاحب عجائب عن الجازيين[1]

مفہوم عبارت اوپر محدث کنانی کی عبارت سے قبل گزر چکا ہے۔ آپ کا یہ کلام میزان کے کلام کا متناقض ہے جیسا کہ محدث کنانی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی نے بعینہ میزان الاعتدال کی عبارت نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ میزان کی عبارت کے بعد ابن عدی کی عبارت نقل کی ہے فرماتے ہیں: وقال ابن عدي في ترجمة عبد العزيز بن يحيى المدني: عبد العزيز بن بحر، مجهول. وقال في ترجمة عطاف بن خالد: عبد العزيز بن بحر، ليس بمعروف. یعنی ابن عدی نے عبدالعزیز بن یحیی المدنی کے ترجمہ میں فرمایا: عبد العزیز بن بحر مجہول ہے، اور عطاف بن خالد کے ترجمہ میں فرمایا: عبد العزیز بن بحر معروف نہیں ہے۔[2]

اس عبارت میں واضح اشارہ ہے کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ بھی امام ذہبی علیہ الرحمۃ کے خبر باطل کہنے پر مطمئن نہیں ورنہ ابن عدی کے قول کو نقل کرنے کی حاجت کیا ہے، بہر حال حافظ ذہبی کے اقوال میں یہاں تعارض ہے، اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے راوی کا حال بیان کر دیا ہے کہ یہ غیر معروف و مجہول ہے اور ایسے راوی کی حدیث کا حکم مخفی نہیں کہ فقط ضعیف ہونا ہی ہوتا ہے۔

اب ذرا معترض صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ان علماء خمسہ کی جراءت حد یہ ہے کہ انہوں نے حافظ ابن حجر کی مشہور کتاب لسان المیزان کا حوالہ بھی دے دیا ہے، اور ساتھ ہی اس راوی کا نام بھی لکھ دیا ہے جس کے حالات میں یہ راویت آئی ہے حالانکہ حافظ رحمہ اللہ نے واضح لکھا ہے کہ اس شخص نے یہ باطل روایت بیان کی ہے آیئے حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے مکمل الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔۔ اس کے بعد معترض نے عربی عبارت اور اس کا ترجمہ نقل کیا اور لسان المیزان کا حوالہ دیا ہے اور پھر لکھا ہے: دراصل یہ الفاظ امام ذہبی کے

---

[1] (تلخيص العلل المتناهية ص ٩٦-٩٥ رقم ٢٣٠ طبع مكتبة الرشد رياض)

[2] (لسان الميزان ج ٥ ص ١٩٤ طبع دار البشائر)

ہیں جو حافظ رحمۃ اللہ تعالی نے بلا تردید نقل کیے ہیں۔(ميزان الاعتدال ج ٤ ص ٣٥٩-٣٥٨)

**اقول وباللہ التوفیق:** معترض صاحب نے **اولاً** یہ کہا کہ آیئے حافظ رحمۃ اللہعلیہ کے مکمل الفاظ ملاحظہ فرمائیں پھر اس کے بعد لکھا کہ یہ الفاظ حافظ ذہبی کے ہیں جو بعینہ حافظ ابن حجر نے نقل کر دیئے ہیں، میں نے اوپر لسان المیزان کی عبارت نقل کی ہے جس میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی نے میزان الاعتدال کی عبارت نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ابن عدی کی عبارت نقل کی ہے جس سے راوی کا حکم واضح ہوتا ہے ۔۔۔ معترض صاحب جرأت کی داد تو آپ کو دینی چاہیے مکمل الفاظ کہہ کر بھی مکمل نقل نہیں کر رہے ہے۔

**ثانیاً:** میزان الاعتدال کے الفاظ جو لسان المیزان کا کہہ کر معترض نے نقل کیے اور پھر انہیں لسان المیزان کا کہا وہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں پھر اس کا درست ترجمہ اور اس کے بعد معترض کی غلطیاں:عبدالعزيز بن بحرالمروزي عن إسماعيل بن عياش بخبر باطل، وقد طعن فيه، عباس الدوري، واللفظ له وعبد الله بن أحمد وغيرهما، قالوا: حدثنا عبد العزيز بن بحر... إلخ

یعنی عبد العزیز بن بحر المروزی نے اسماعیل بن عیاش سے خبر باطل روایت کی ہے، اور ان پر طعن کیا گیا ہے، عباس الدوری، عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے کہا—اور لفظ عباس الدوری کے ہیں- ہمیں حدیث بیان کی عبد العزیز بن بحر نے ۔۔۔ الی آخرہ۔[1]

یہاں معترض صاحب نے عبارت سمجھنے میں ایسی غلطی کی ہے جو عام طور پر خامسہ سادسہ کا طالب علم بھی نہیں کرتا۔ انہوں نے **اولاً** عباس الدوری عبد اللہ بن احمد وغیرہ کو طعن کا فاعل سمجھ لیا، اور لکھا: عباس الدوری نے اس پر اعتراض کیا ہے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں اور عبد اللہ بن احمد اور دوسرے محدثین نے بھی اعتراض کیا، ان سب نے فرمایا۔

حالانکہ طعن یہاں فعل مجہول ہے، لکھتے ہیں : یہ الفاظ اس کے ہیں ، جناب والا کون سے الفاظ اس کے ہیں؟ امام ذہبی نے تو الفاظ طعن ذکر ہی نہیں کیے؟ یہ الفاظ آگے حدیث کے ہیں جو عباس الدوری عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے عبد العزیز بن بحر سے روایت کیے ہیں ان تمام میں سے امام ذہبی عباس الدوری کے الفاظ ذکر کر رہے ہیں۔

لطف یہ ہے کہ موصوف عبارت نقل کر رہے ہیں میزان الاعتدال کی اور حوالہ دے رہے ہیں لسان

---

[1] (ميزان الاعتدال ج ٤ ص ٣٥٩-٣٥٨ رقم الترجمة ٥٠٩٠)

المیزان کا، ہم زمانہ طالب علمی سے مثال پڑھتے آرہے ہیں **المعترض کالاعمی** لیکن یہاں لگتا ہے کاف فقط تاکید کے لیے ہے کیونکہ لسان المیزان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی نے **وقد طعن فیه** کے بعد اور عباس الدوری سے پہلے قال کا اضافہ فرمایا ہے جس سے امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت ایسی واضح ہو جاتی ہے کہ۔۔۔۔۔۔اب میں کیا کہوں۔

گدائے در اہل بیت: ابو حمزہ محمد حسان عطاری المدنی